چاہئے۔ مسلمانوں کی مظلومیت اور مغرب کی لگاتار اور بے حیا چیرہ دستیوں نے ایک عجیب قسم کی بر خود غلط سوچ پیدا کر دی ہے، جو ہمارے لئے ایک مشکل مسئلہ بن رہی ہے۔ اسلام کے یہ نادان دوست اسلاموفوبیا پھیلانے والوں اور صیہونیت اور صلیبیت کی نہایت بیش بہا خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اسلاموفوبیا کی خدمت:

کچھ لوگ دینی حمیت وصلابت کے نہایت پسندیدہ جذبے سے ایسی تعبیرات پر اصرار کرتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں۔ آپ ذرا سوچئے! یہ بات کہ اگر ہمارے پاس قدرت ہوگی تو ہم دنیا کی ہر قوم کو اس حق سے محروم کر دیں گے کہ وہ اپنے اوپر اپنی پسند اور اپنی قوم کی حکومت قائم کرے۔ وہ یا تو اسلام قبول کرے ورنہ اس کو ہماری حکومت کے تحت رہنا ہوگا غیر مسلموں کے لیے کیسا خوف زدہ کرنے والا تصور ہے۔ جہاد کی یہ تعبیر مشرق ومغرب کی تمام قوموں کو اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی پر متحد کر رہی ہے۔ اور مختلف مسلم دشمن لابیوں کو اس کا سامان فراہم کر رہی ہے کہ وہ دنیا کی مختلف قوموں کو یہ باور کرائیں کہ مسلمان واقعۃً ایسا خطرہ ہیں کہ ان کو ویسے ہی دبا کر رکھنا ضروری ہے جس طرح امریکہ و اسرائیل کے زیر قیادت دنیا میں اس وقت ان کو رکھا جا رہا ہے۔

آخری بات:

اس خاص پہلو پر فوری غور کی اس لیے شدید ضرورت ہے کہ بظاہر دنیا میں قیادت اور پالیسی کی بڑی تبدیلیاں قریب ہیں۔ بلکہ مغرب پورے طور پر آگاہ ہے کہ ان تبدیلیوں کی قوت اور رفتار ایسی ہے کہ اب ان کو روکنا کسی کے لیے ممکن نہیں۔ جدید دنیا کی قیادت اور سیاسی ثقل کا مرکز امریکہ اور مغربی یورپ سے جنوبی ایشیا منتقل ہو رہا ہے۔ نئی قیادت اپنے مصالح کے مطابق یقیناً نئی پالیسیاں بنائے گی۔ امریکہ اور اسرائیل اس وقت جدید قیادت کو اسلام سے خوف دلا کر اپنی پالیسیوں کی بقا اور مفادات کے تحفظ کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی کوشش ہوگی کہ وہ دنیا کی نئی قیادت کو پھر سے مسلمانوں سے اسی طرح متنفر کر دیں جس طرح جانے والی قیادت کو لگاتار ایک خاص نفسیاتی کیفیت میں رکھا گیا۔ اگر اس کروٹ بدلتی دنیا میں اور اس کے نئے سیاسی ذہن میں بھی وہی اسلاموفوبیا اور اسلام دشمنی باقی رہی تو یقیناً ہم اگلی نئی دنیا میں دعوت اور امن وانصاف دونوں کے امکانات کو کھو دیں گے۔

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات۔

اللہ سے دعا ہے کہ یہ باتیں وہاں پہنچ جائیں جہاں ان کے پہنچنے سے اصل فائدہ ہو سکے۔

سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

عشق الٰہی اور اس کے تقاضے

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد عن ابي ذر قال خرج علينا رسول الله ﷺ قال اتدرن اى الاعمال احب الى الله قال قائل الصلوة والزكوة وقال قائل الجهاد قال النبى ﷺ ان احب الاعمال الى الله تعالىٰ الحب فى الله والبغض فى الله (رواه احمد و ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ (اپنے کمرہ مبارکہ سے) نکل کر (مسجد نبوی ﷺ) میں ہمارے پاس تشریف لاکر (ہم سے سوالیہ انداز میں پوچھا) کیا تم جانتے ہو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ترین عمل کون سا ہے، کسی ایک کہنے والے نے کہا نماز یا روزہ یا زکوٰۃ ایک اور صحابی نے کہا جہاد حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کسی سے بغض وعداوت اور نفرت کرنا ہے۔

معاصی کا صدور:

اللہ رب العالمین نے انسان میں جو صفات پیدا فرمائے اگر صفت قابل تعریف ہے تو اس کے ساتھ اسی صفت کی ضد بھی پیدا فرمائی۔ مثلاً غصے کا آنا ہر انسان میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ صفت صبر، حلم و بردباری سے بھی انسان کو نوازا گیا لیکن ہر ایک کے بروئے کار لانے کے اپنے اپنے مواقع اور محل ہیں۔ مگر اللہ کی ذات اور اس کے محبوب ﷺ کی عظمت احکامات الٰہی اور شعائر اسلام وغیرہ (معاذ اللہ) میں کمی اور توہین کا کوئی ارادہ کرے تو ایک مسلمان کی غیرت وحمیت کا تقاضا ہے کہ خلاف شرع حرکت کرنے والے شخص کے لئے اس کا جذبہ غیض وغضب اور نفرت کے معاملے کا ظہور ہو، شریعت مطہرہ نے جہاں یا جس فرد سے منکرات معاصی کا صدور ہو اس شخص یا جگہ سے نفرت اور براءۃ کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ برائیوں اور مالک کائنات کے احکامات کی نافرمانی دیکھ کر اس پر خاموشی اور مدافعت اختیار کرنا منع ہے۔ خطرہ ہے کہ ایسے اعمال پر چشم پوشی اختیار کرنے والا کہیں اس کے ساتھ شریک عذاب نہ ہو جائے۔

نہی عن المنکر کے طریقے:

گناہگار کو گناہوں سے منع کرنے کے تین طریقے آنحضرت ﷺ نے اپنے فرمان مبارکہ میں ذکر کئے ہیں جن کا اکثر و بیشتر آپ حضرات کے سامنے ذکر کرتا رہتا ہوں۔ جس میں سب سے کمتر درجہ یہ ہے کہ ایسے شخص سے اس

کے بدعمل ہونے کی وجہ سے دل میں نفرت کیا جائے، اسکے مقابلے میں صبر ہے کہ کسی کی عزت یا ذاتی مفادات میں کمی بیشی ہونے کی صورت میں شیطان اسے مجبور کردے کہ نفرت اور غصہ اسے دوسرے کے مرنے مارنے پر آمادہ کردے، یہی وہ موقع ہے کہ حلم غالب آکر والعافین عن الناس کا مصداق بن جائے تو دین اور معاشرہ کی نظروں میں صابرین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت محبت اور عداوت کی بھی ہے،

انس کے معنی:

انسان کا لفظ انس سے بنا ہے جس کے معنی محبت کے ہیں، ہر انسان میں محبت کا پایا جانا موجود ہے۔ کوئی مال ودولت کی محبت میں گرفتار ہے تو کوئی حسن وجمال کا دلدادہ ہے،

محبوب دو عالم ﷺ اور صلحاء سے محبت:

ایسے خوش نصیب بھی اس دنیا میں موجود ہیں جن کی محبت کی حقیقی جڑیں اللہ، اسکے محبوب ﷺ، صحابہ کرامؓ علماء صلحاءؒ اور اہل اللہ ہی سے وابستہ ہیں، اگر عداوت ہے وہ بھی صرف ان لوگوں سے ہے جو ان کے محبوب یعنی اللہ جل جلالہ، اس کے رسول، ان کے احکامات کے نافرمان اور دشمن ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہ کیا جائے کہ اللہ ورسول سے محبت کے ہوتے ہوئے کسی اور سے محبت منع ہے اگر اپنے نفس سے محبت ہے تو اس کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اہل وعیال سے محبت ہے، حلال کمائی کا شوق ہے یہ بھی رسول برحق کی عین اطاعت ہے۔ محبوب کے ہر حکم کی بجاآوری محبوب سے محبت کی دلیل ہے، ایک زندہ انسان کو دنیا میں رہنے کیلئے جائز تعلقات اور محبتوں کے بغیر وقت گزارنا ممکن ہی نہیں۔ شرط یہ ہے کہ ان محبتوں کا تعلق صرف ان چندروزہ زندگی تک ہی رکھا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان فانی محبتوں کے لئے اللہ کی محبت کو قربان کیا جائے۔

اللہ کے نزدیک محبوب عمل:

یہی وجہ ہے کہ خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل اللہ کے واسطے محبت اور اللہ کے واسطے بغض ونفرت قرار دیا، نماز زکوۃ اور جہاد سے بھی بہتر قرار دینے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عبادات واعمال افضلیت اور محبوبیت میں بلکہ یہ مبارک اعمال صدق دل اور اخلاص سے وہ شخص ادا کرے گا جس کا دل صحیح طور پر اللہ، رسول اور اس کے متبعین کی محبت سے معمور اور منور ہوگا، ان عبادات سے محبت بھی اسی وجہ سے ہوگی کہ اس کے محبوب کے احکامات کی تعمیل ہے، حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اور وہ عداوۃ، عدواۃ حسنہ بننے کی مستحق نہیں جو اللہ کے رضامندی کے لئے نہ ہو۔

مسلمان کا حق:

ہمیں اگر کسی کے جنازہ میں شرکت کرنی ہے تو اس نیت سے کرنی چاہیے، کہ ہمارے محبوب ﷺ کا حکم

اور مرنے والے سے تعلق بھی اس بناء پر ہے کہ وہ اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے، اس للّٰھی تعلق ومحبت کی بناء پر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک اس کے جنازہ میں شرکت ہے۔ جس کی ادائیگی کر رہا ہے جب مسلمان کی عیادت کرنی ہو تو نیت یہی ہو کہ آپ ﷺ نے جو حقوق مسلمان کے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے ایک مریض کی عیادت ہے جو خالصۃ اللہ ورسول کی خوشنودی ورضا کے لئے ہو نہ کہ اپنی حاضری لگانے یا دینوی اغراض کے حصول کے لئے۔

بیمار پرسی کا ثواب: اسی سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

وعن ابی هریره ان النبی ﷺ قال اذا عاد المسلم اخاه او زاره قال الله تعالیٰ طبت وطاب ممشاک وتبوّات من الجنة منزلا (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی یا ملاقات کی خاطر اس کے پاس جاتا ہے تو رب کائنات فرماتے ہیں (دنیا وآخرت میں) تیری زندگی خوشنما و بہتر ہو۔ (اللہ نے یہاں آنے کی جو ہمت وقوت نصیب فرمائی۔) ہر قدم پر تجھے ثواب ملا (اور اس عمل کی وجہ سے) جنت میں بہت بڑھی اور عالی شان جگہ بھی مل گئی۔

اللہ کی رحمت کا یہ عالم اور ہماری غفلت کی حالت یہ کہ اگر کوئی کسی مسلمان کی عیادت یا جنازہ میں شرکت کی دعوت دے تو پہلے پوچھتے ہیں کہ مریض یا میت کون ہیں۔ اگر واقف ہے یا اس سے کوئی دینوی تعلق وابستہ ہو یا رہا ہو تو اس کے ساتھ اس بابرکت عمل میں اپنے یا دوسرے کی خوشنودی کی خاطر شریک عمل ہو جاتے ہیں اگر واقفیت نہ ہو یا کوئی دینوی رشتہ نہ ہو تو معذرت کر جاتے ہیں۔ بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں مسلمان میرا واقف نہیں کہ گویا یہ ہمارا تعلق اللہ کی ذات کے واسطہ سے نہیں بلکہ سارا رشتہ و ناطہ اپنے ذات اور مفاد کے اردگرد گھومتا ہے۔ زیادہ اجر وثواب تو وہاں ہے جہاں للّٰھی تعلق ومحبت ہو۔

طالب جنت کے لئے سعی:

محترم حضرات آپ کو اندازہ ہے کہ اس حرکت کی وجہ سے ہم لوگ کتنے عظیم اجر وثواب سے اپنی کوتاہی کی وجہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ہم میں سے جنت کی طلب تو ہر مسلمان کی ہے مگر طلب کے ساتھ شرط یہ ہے کہ جنت کے حاصل کرنے کے ذرائع روبہ عمل لائے جائیں۔ کہا جائے اللہ تو غفور ورحیم ہیں انسان اپنے طاقت کے مطابق اللہ کے راضی ہونے کا مظاہرہ کرے پھر اللہ کے رحمت کی شان دیکھیں کہ وہ تو بخشنے کیلئے بہانہ چاہتے ہیں فوراً معافی سے نواز کر گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیتے ہیں۔

صحبت کا اثر:

اللہ کے لئے محبت کا اظہار تب ہوگا کہ مسلمان کا اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا بھی اللہ کے محبوب لوگوں کے ساتھ ہو ایک موقعہ پر سرکار دو عالم صلعم نے ایک صحابی کے جواب میں فرمایا

دعن عبداللہ بن مسعودؓ قال جاء رجل الی النبی صلعم فقال یا رسول ﷺ کیف تقول فی رجل احب قوما و لم یلحق بھم فقال المرءُ من احب (روی بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوکر سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اس فرد کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے جو کسی جماعت یعنی علما، اتقیاء، صلحاء اور دیندار لوگوں سے محبت رکھتا ہوں حالانکہ اس کی ملاقات ان سے نہ ہوئی ہو انبیاء کے سردار ﷺ نے فرمایا (قیامت کے روز) انبیاء اور دینداروں سے محبت رکھنے والے اپنے ان (محبوبین) کے ساتھ ہونگے۔

صحابہ کا عشق نبوی ﷺ:

محترم حاضرین صحابہؓ کی حضور سے محبت کی حالت یہ تھی کہ جنت میں آنحضرت کے دیدار کے بغیر ان کو جنت میں جانا بھی پسند نہ تھا۔ ایک صحابی عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلعم آپ کا مقام تو جنت میں بہت اعلیٰ اور بلند ہوگا اور ہم بھی اگر جنت پہنچ گئے ظاہر ہے ہمارا مقام آپ کے برابر نہیں ہوسکتا۔ آپ کے دیدار سے محروم رہیں گے سراپائے رحمت صلعم نے قرآن کی آیت ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم یعنی جنت میں آپ لوگ جس چیز کی تمنا کریں گے تم کو ضرور ملے گی تلاوت فرمائی۔ اگر کسی کی یہ آرزو ہو کہ جنت میں ہر وقت حضور سے شرف ملاقات اور رفاقت سے بازیاب ہو یہ خواہش بھی پوری ہوگی۔ اللہ تو قادر مطلق ہے ہر وہ کام جو ہم ضعفاء کے نظروں میں ناممکن ہے اللہ کے ایک کُن سے ہر ناممکن ممکن ہوکر ظاہری صورت اختیار کر جاتا ہے یہ بھی عقل کے لحاظ سے ناممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ جنتی کو ایسی نظر و قوت عطاء فرمائے جسکے ذریعے وہ حضور ﷺ سے مرتبہ کے لحاظ سے کم ہونے کے باوجود بھی درمیانی رکاوٹیں ہٹ کر اپنے محبوب صلعم کا مشاہدہ کرسکیں گے۔ حضور ﷺ کے اس جواب کے بعد صحابی کی بے چینی دور ہوکر اطمینان حاصل ہوا۔ اللہ کے حکم کی بجا آوری کے لئے آپس میں محبت کرنے والے اگر دو ایسے جگھوں پر ہوں جن کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو ان کو رب العزت قیامت کے روز آپس میں ملا دیں گے۔

اللہ کے لئے محبت کا نتیجہ:

رحمۃ للعالمین صلعم کا ارشاد ہے وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لو ان عبدین تحابا فی اللہ عزوجل واحد فی المشرق و آخر فی المغرب لجمع اللہ بینھما یوم القیامۃ یقول ھذا

لذی کنت تحبه فیّ (روی البیهقی)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ حضور صلعم سے روایت نقل کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان اللہ کی رضا مندی کیلئے محبت کرتے ہیں حالانکہ یہ دونوں دنیاوی فاصلہ کے اعتبار سے ایک دنیا کے مشرق میں اور دوسرا مغرب میں رہتا ہے۔ رب کائنات ان دونوں کی ملاقات کروادیں گے تاکہ ان کا آپ میں تعارف ہو جائے کہ وہ فرد ہے جس سے تو نے دنیا میں صرف میری خوشنودی کی خاطر محبت کا رشتہ قائم رکھا۔

کیا ہی عجیب وغریب انعامات واعزازات ہیں ان قسمت والے مسلمانوں کیلئے جنہوں نے اپنے دوستی کیلئے معیار یہ رکھا ہو کہ دوستی ان لوگوں سے رکھنی ہے جن کے تعلق کا حکم اللہ نے دے رکھا ہے اور بعض ان لوگوں سے کرنی ہے جن سے قطع تعلق کا بھی اسی کا ہے۔ حضرت امامہؓ ایک حدیث آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ جس مسلمان نے ایک مسلمان سے خالص اپنے مالک وخالق کے خوشنودی کو پیش نظر رکھ کر محبت کی تو اس نے حقیقت میں اپنے رب العالمین کی عزت اور تکریم کی۔ پھر اس کا اجر وصلہ جو ان کو ملے گا وہ بھی قابل رشک ہے کہ قیامت کے دن ایسے تعلق رکھنے والوں کیلئے رب کائنات ایسے نور کے منبر عطا فرمائیں۔ جن کا تصور بھی اس فانی دنیا میں ناممکن ہے صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ جیسے پہلے ایک حدیث کے ضمن میں عرض کر چکا ہوں کہ جو انسان اللہ کی رضا کی خاطر دوسرے انسان سے ملنے کیلئے روانہ ہو اللہ تعالیٰ تین عظیم انعامات سے نوازتے ہیں اور زائر کے پیچھے بطور اعزاز واکرام ستر ہزار فرشتے روانہ ہو کر دعا دیتے ہیں کہ یا اللہ مسلمان صرف آپ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے مسلمان کی زیارت کیلئے روانہ ہے اسے اپنے آغوش رحمت میں جگہ نصیب فرما اور پھر آپ کو معلوم ہے کہ فرشتوں جیسے پاک مخلوق کے دعوات کے قبول نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محبت وعداوت رضائے الٰہی کی خاطر: محترم دوستو جب محبت وعداوت کا انحصار صرف اللہ کی رضا ہو جائے۔ تو ان دونوں صفات کے مقابلہ دنیا کی قیمتی اور محبوب ترین شی بھی رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ صحابہ کرام نے عملی طور پر اسکے ایسے ثبوت دیئے۔ جن کو سن کر بڑے بڑے اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ یا اللہ یہ کیسے عجیب اور ایمان کے پکے مسلمان تھے کہ اللہ کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کیلئے انہوں نے نہ خونی رشتوں کی پرواہ کی اور نہ مال ودولت اور عہدہ واقتدار کی۔

منافق اعظم کا بغض باطن: عبداللہ ابن ابی کا نام آپ حضرات سنتے رہتے ہیں مدینہ منورہ کا رہنے والا بظاہر مسلمان، باطن میں سب سے بڑا منافق مسلمانوں میں شامل ہو کر کوئی موقع مسلمان کو نقصان دینے سے نہ کتراتا۔ اس کے سرشت اور خمیر میں اسلام اور مسلمان دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری پڑی تھی۔ مسلمانوں کو بدنام اور ضرر پہنچانے کوئی

ہاتھ سے جانے نہ دیتا۔ ایک سفر کے موقع دو مسلمان کسی بات پر آپس میں لڑ پڑے۔ ایک مدینہ ہجرت کرنے والا مہاجر دوسرا مدینہ کا رہائشی انصار تھا۔ ابن ابی کو مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کا موقع ہاتھ آیا فوراً کہنے لگا اگر ہم مدینہ کے اصلی باشندے ان بے یارو مددگار باہر سے آنے والے مسلمانوں کو جگہ نہ دیتے تو آج ان کو ایک مقامی فرد سے جھگڑنے کی جرأت نہ ہوتی۔ خوب زہر اگلا۔ آخر میں یہ کہنے لگا "لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الا ذل"

ترجمہ: البتہ اگر ہم پھر واپس گئے مدینہ کو تو جن کے اقتدار کا مدینہ شہر میں زور ہے کمزور لوگوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ اپنے آپ اور اپنے ہمنوا منافقوں کو عزت دار اقتدار والے کہا اور نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے جان نثار ساتھیوں اور صحابہ کو ذلیل کہا۔

اللہ اور اللہ کے رسول معزز: اس جملے کا ابی ابن سلول کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو معلوم ہوا۔ وہ حضور ﷺ پر اپنے جان کو قربان کرنے والے اسلامی احکامات کے عمل پیرا مخلص مسلمان تھے۔ اسکی غیرت ایمانی سے مہاجرین اور صحابہ کے بارہ میں باپ کا یہ جملہ برداشت نہ ہوسکا مدینہ کو جب واپسی شروع ہوئی۔ تلوار ہاتھ میں لے کر مدینہ کے دروازہ پر باپ کے انتظار میں کھڑا ہوگیا۔ جب دروازہ سے باپ کا گزر ہونے لگا۔ اسے روک کر فرمایا تم نے رسول اللہ ﷺ اور اس کے مخلص ساتھیوں کے حق میں جو توہین آمیز کلمات کہے ہیں جب تک ان سے رجوع اور یہ اقرار نہ کرو کہ میں اور میرے ساتھی ذلیل اور آنحضرت ﷺ اور اسکے رفقاء معزز ہیں زندہ مدینہ میں داخل ہونے نہ دونگا۔ اب ابی کے لئے دو راستے تھے۔ ایک موت جو اسکے سامنے کھڑی تھی دوسرا اپنے آپ کو ذلیل کہنا اور سرور کائنات اور ان کے صحابہ مہاجرین کو عزت دار لوگ۔ چنانچہ اس نے موت کے خوف سے اقرار کیا کہ ہم کمینہ اور مسلمان باعزت شخصیات ہیں۔ تب اپنے شہر میں اسے داخلہ کی اجازت ملی یہ ہے حب فی اللہ اور عداوۃ فی اللہ کا جذبہ کہ اللہ و رسول کی ناموس کی خاطر بیٹے کی نظر میں باپ ہونے کے خونی رشتہ کی وقعت بھی ختم ہوجاتی ہے۔ محبت و عداوۃ میں جب کسی ایک کو منتخب کرنے کا موقع آیا تو اسلامی للھی محبت کو ترجیح دی۔

ذاتی جذبہ انتقام کی وجہ سے درگذر: غالباً ایک معرکہ میں شیر خدا علی المرتضی کا ایک کافر سے آمنا سامنا ہوا۔ آپس میں دست و گریبان ہوکر کافر کو حضرت علی نے زمین پر پٹخ کر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے خنجر نکال کر کافر کو واردِ جہنم کر رہے تھے کہ کافر نے (نعوذ باللہ) نیچے سے حضرت علیؓ کے چہرۂ اقدس پر تھوکنے کی ناپاک کوشش کی۔ کافر کے اس حرکت سے فوراً حضرت علیؓ اسکے سینہ سے ہٹ کر خنجر واپس اپنی جگہ رکھدیا۔ کافر کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا۔ جس عداوۃ کی وجہ سے میں تمہیں مار رہا تھا وہ اللہ کے حکم کے خالصہ وجہ اللہ تھا۔ اب تمہارے میرے چہرہ پر تھوکنے سے یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ تمہارے اس ہتک سے تمہیں مارنے میں کہیں میرا ذاتی جذبہ انتقام شامل ہوکر عداوۃ فی اللہ کا روح باقی نہ رہے۔ جس